فیضان امام الاعظم

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی علمی فضیلت اور
اجتہاد و قیاس پر وارد ہم عصر محدثین کے اعتراضات
کا رد
امام ابن عبد البر المالکی علیہ الرحمۃ کی زبانی

تحقیق: اسد الطحاوی الحنفی البریلوی

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کی علمی فضیلت اور اجتیہاد و قیاس پر وارد ہم عصر محدثین کے اعتراضات کا رد امام ابن عبد البر المالکیؒ کی زبانی

(تحقیق: اسد الطحاوی الحنفی)

امام ابن عبد البر نے فضائل ائمہ اور علم اور اسکی طلب علم کی اقسام علماء اسلام کا علم کے لیے کی گئی جدوجہت اور تقلید و اجتیہاد پر ایک بہت خوبصورت تصنیف لکھی جو امام ابن عبد البر کی بہت سی مشہور تصنیفات میں سے ایک مشہور تصنیف ہے

جسکا نام امام ابن عبد البر المالکی نے: جامع بیان العلم وفضلہ رکھا

اس میں امام ابن عبد البر مالکی فقہ و اجتیہاد اور قیاس اور اسکی ضرورت پر پہلے کچھ روایات نقل کرتے ہیں

پھر قیاس و اجتیہاد پر کچھ ایسی روایات بھی بیان کرتے ہیں جو کہ قیاس اور اجتیہاد کی مذمت کرتی ہیں اور اس پر کچھ محدثین، جیسا کہ امام مالک، امام ابن سحنون، امام ابن مہدی وغیرہ کی آراء پیش کرتے ہیں اجیتہاد و قیاس کی مذمت میں

(نوٹ: جنکو غیر کے مقلدین لیے پھرتے ہیں اور ایک ٹانگ پر چھلانگ لگاتے ہوئے پیش کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے بڑی تحلیک * کر کے حق جان لیا ہے)

پھر ان سب باتوں کا معنی اور تفصیل بھی امام ابن عبد البر بیان کرتے ہیں کہ محدثین کا سبب طعن کیا چیز تھی؟ اور محدثین نے قیاس اور اسکی وجہ سے طعن امام اعظم پر کیوں کیا؟

اور جن محدثین نے طعن کیا امام اعظم و صاحبین پر کیا وہ خود اس چیز سے بری تھے؟

اب ہم سب سے پہلے امام ابن عبد البر کی نقل کردہ روایت پیش کرتے ہیں:

2081 - أخبرني أحمد بن عبد الله بن محمد بن علي، قال: حدثني أبي، ثنا محمد بن عمر بن لبابة، ثنا مالك بن علي القرشي، ثنا عبد الله بن مسلمة القعنبي قال: دخلت على مالك فوجدته باكيا فسلمت عليه فرد علي ثم سكت عني يبكي فقلت له: يا أبا عبد الله ما الذي يبكيك؟ قال لي:

«يا ابن قعنب إنا لله على ما فرط مني، ليتني جلدت بكل كلمة تكلمت بها في هذا الأمر بسوط ولم يكن فرط مني ما فرط من هذا الرأي وهذه المسائل، وقد كان لي سعة فيما سبقت إليه»

ترجمہ: عبداللہ بن مسلمہ القعنبی کا بیان ہے ایک مرتبہ میں امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا وہ رو رہے تھے میں نے سلام کیا،

انہوں (امام مالک) نے جواب تو دے دیا، مگر روتے رہے

میں نے کہا: ابو عبداللہ (امام مالک) کیا صدمہ پہنچا ہے کہ آپ اس طرح آب دیدہ ہیں؟

تو (امام مالک) نے فرمایا:

بھائی میرا معاملہ اب خدا ہی کے ہاتھ ہے، مجھ سے بہت زیادتی ہو چکی ہے۔ کاش اس معاملے میں میرے لفظ لفظ پر ایک ایک کوڑا مجھے مارا جاتا اور میں نے اپنی رائے سے کچھ نہ کہا ہوتا، اتنے بہت سے فتوے (بے شمار) نہ دیئے ہوتے

اگلے بزرگ (پہلے گزرے ہوئے) جو کچھ بیان کر گئے ہیں اس میں میرے لیے بڑی گنجائش تھی!

(یعنی انکے اقوالات پر اکتفاء کرتا اپنا قیاس پیش نہ کرتا)

یعنی اس میں امام مالک قیاس کو برا بھی سمجھتے ہوئے خود بھی قیاس کرنے کا اعتراف کر رہے ہیں اور تقوی کی وجہ سے خدا سے ڈر بھی رہے ہیں کہ انہوں نے بے شمار مسائل کو اپنی رائے اور قیاس سے جواب دیا ہے اور اگر اللہ کے ہاں میری رائے غلط ثابت ہو گئی تو یہ معاملہ میرا اور اللہ کے درمیان ہیں سخت ہو گا

اور پھر اس کو اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے یہ خواہش کر رہے ہیں کہ میں پہلے گزرے بزرگوں کے اقوال پر ہی فتویٰ دیتا رہتا تو مجھے اب یہ ڈر نہ ہوتا

اسکا یہ مطلب نہیں کہ امام مالک اپنی رائے اور قیاس کو حرام یا ناجائز جان کر رو رہے تھے بلکہ وہ اس لیے تقوی کی وجہ سے رو رہے تھے کہ جن جن مسائل میں انہوں رائے اور قیاس کیا اور اگر وہ غلط ہوئے تو انکا کیا حال ہو گا اللہ کے ہاں ؟

جبکہ یہ مجتہدین یہ بھی جانتے تھے غلط قیاس کے بنا پر بھی مجتہدین کو ایک اجر تو ملتا ہی ہے لیکن یہ امام مالک کا تقویٰ تھا

اور دوسری بات امام مالک زیادہ تر قیاس و اجتیہاد نہیں کرتے تھے

اثار اور روایات پر ترجیح دیتے لیکن جن جن مسائل میں اجتیہاد کیا اس پر بھی ندامت کا اظہار کر رہے ہیں تقویٰ کی وجہ سے

سند کی تحقیق:

پہلا راوی ابن الباجی ابو عمر ہیں انکے بارے میں امام زھبی فرماتے ہیں الحافظ المحقق، ابن الباجی امام خولانی فرماتے تھے کہ ابو عمر حدیث میں عارف تھے، امام مشہور تھے اور انکی مثل محدثین میں اور کسی کو نہ دیکھا تھا۔

-3665ابن الباجي 1:

الإمام الحافظ المحقق، أبو عمر، أحمد بن عبد الله بن محمد بن علي بن شريعة اللخمي الإشبيلي، عرف بابن الباجي.

سمع من والده جميع ما عنده، من ذلك "مصنف ابن أبي شيبة" بروايته عن القبري، عن بقي بن مخلد، عنه.

قال الخولاني: كان أبو عمر عارفا بالحديث ووجوهه، إماما مشهورا، لم تر عيني مثله في المحدثين وقارا وسمتا،

وقال ابن عبد البر: كان يحفظ غريبي الحديث لأبي عبيد، وابن قتيبة، وشوور في الأحكام وله ثمان عشرة سنة، وجمع له أبوه علوم الأرض، ولم يحتج إلى أحد، رحل بأخرة، ولقي أبا بكر المهندس وطائفة، وكان فقيه عصره، وإمام زمانه، لم أر بالأندلس مثله، كملت عليه "مصنف ابن أبي شيبة"، وكان إماما في الأصول والفروع.

(سير اعلام النبلاء)

دوسرا راوی: عبد اللہ بن محمد بن علی ابو محمد

انکے بارے امام ابن الفرضی اپنی تصنیف تاریخ الاندلس میں فرماتے ہیں: کہ یہ روایت میں ضبط رکھنے والے ثقہ اور صدوق امام تھے اور اندلس میں ان سے بڑھ کوئی کوئی اچھے ضبط اور حافظ الحدیث نہ تھا

- 742عبد الله بن محمد بن عليّ بن شَريعة بن رَفاعَة بن صَخر بن سماعة اللّخميّ المعروف بابن الباجيّ، من أهل إشْبيليّة؛ يُكنّى: أبا محمد.

سمعَ، بإشْبيليّة: من محمد بن عبد الله بن القَوْن، وحَسَن بن عبد الله الزَّبيدي، وسَيد أبيه الزّاهد، وابن أبي شَيْبة. وسمعَ بِقُرطُبة: من محمد بن عُمَر بن لُبابةُ، وأسْلَم ابن عبد العزيز، وابن أبي تمام، وأحمد بن خالِد، وعُثْمان بن عبد الرّحمن، ومحمد بن مِسْوَر، ومحمد بن قاسِم، وأحمَد بن بِشْر، ومحمد بن عبد الملك بن أيْمَن، وابن أبي عبد الأعلى، وقاسِم بن أصْبَغ، وعبد الله بن يونُس وغَيرِهم.

وَرَحل إلى إلبِيرَة فسمعَ بها: من محمد بن فَطْيس كَثيراً، ومن عُثْمان بن جَرير.

وكانَ: ضابطاً لِروايَته، ثِقَة، صَدُوقاً، حافِظاً لِلْحَديث، بَصيراً بِمَعانيه، لمْ ألق فيمَن لقيته من شُيوخ الأنْدَلُس أحداً أُفَضِّلُه عليه في الضّبط

(تاريخ علماء الأندلس، أبو الوليد، المعروف بابن الفرضي (المتوفى: 403هـ)

تیسرا راوی: محمد بن عمر بن لبابہ

امام ابن الفرضی الاندلسی انکے بارے میں فرماتے ہیں: کہ یہ فقہ کے امام تھے، اور اپنے زمانے میں مقدم تھے حفظ اور رائے میں اور یہ بصرہ میں مفتی تھے

- 1189مُحَمَّد بن عمر بن لُبابَة، مولى عثمان بن عُبَيْد الله بن عثمان: من أهل قُرْطُبَة؛ يُكَنَّى: أبا عَبْد الله آبن لُبابَة الفقيه.

روى عن عَبْد الله بن خالد، وعبد الأعلى بن وهْب، وأبان بن عيسى بن دِينار، وأبي زيد عَبْد الرَّحمن بن إبراهيم، وعثمان بن أيوب بن أصْبَغ بن خليل، ويحيى بن إبراهيم بن مُزيْن، ومُحَمَّد بن أحمد العُتبيّ، وقاسم بن مالك، ومالك بن علي القَطَنِيّ الزّاهد، وآبن مطروح، ومُحَمَّد بن وضَّاح وغيرهم.

وكان: إماماً في الفقه، مُقدماً على أهل زَمانه في حفظ الرأي والبصر بالفُتيا. درس كتب الرآستين سنة.

پھر انکے بارے میں امام ابن الفرضی ایک اور بات بیان کرتے ہیں

کہ یہ ضبط کی کمی رکھتے تھے انکے پاس علم حدیث اور اسکی معرفت نہ تھی

پھر اسکے بعد امام الفرضی اسکے ضبط کی کمی کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكان: مُشاوراً في أيام الأمير عَبْد الله، مع عُبَيْد الله بن يحيى، ومُحَمَّد بن غالب، وخالد بن وَهْب الصغير؛ ثم انفرد بالفُتيا من أول أيام أمير المؤمنين النَّاصر فلم يكن يشركه أحد في رياسة البلد، والقيام بالشورى، ولم يكن له علم بالحَديث ولا معرفة بشيء منه.

وكان: غير ضابط لروايته يُحَدِّث بالمعاني، ولا يراعي اللفظ. وكان: حافظاً لأخبار الأُنْدَلُس ملياً بها، وكان له حظ من النحو والخبر والشعر: وَوُلى الصَّلاة وروى عنه الناس كثيراً. حدَّثنا عنه غير واحد من شُيوخنا

کہ یہ روایت میں ضبط نہیں رکھتے تھے اور حدیث کو بالمعنی بیان کر دیتے تھے اور لفظ بلفظ بیان نہ کرتے

لیکن وہ اخبار الاندلس کے حافظ تھے اور یہ نحو، اخبر (تاریخ) اور شعری کے بھی حافظ تھے ان سے لوگوں کی کثیر تعداد نے روایت کیا ہے اور شیوخ میں بے شمار لوگوں نے ان سے احادیث روایت کی ہیں

اہم نقطہ:

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ محدثین اور فقہا میں ایک فرق روایت کو بیان کرنے میں بھی تھا

محدثین جنکا کام احادیث کو حفظ اور آگے باسند روایت کرنا اور اس پر اپنی ہمت صرف کرنا تھا

اور فقہا جو کہ حفظ اور ضبط میں ہوتے تو ثقہ اور مامون تھے لیکن وہ روایت کو لفظ بالفظ بیان کرنے کی بجائے اسکو ہم معنی بیان کر دیتے تھے کیونکہ انکا کام روایات کو من و عن آگے بیان کرنا نہ ہوتا بلکہ ان روایات سے مسائل کا استنباد کرنا اور اصول اور مسائل کو مدوون کرنا تھا

فقہاء کے اس طریق کو محدثین نہ پسند کرتے ہوئے ان پر ضبط کی کمی کی جرح کر دیتے تھے جبکہ یہ ایک منہج کا اختلاف تھا اس وجہ سے بھی محدثین اس وجہ کو سبب طعن سمجھتے ہوئے جرح کرتے

لیکن امام ابن الفرضی نے آگے اسکی تفصیل یہی بیان کی ہے اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ الاندس کے اخبار یعنی تاریخ اور سیرت کے حافظ تھے

(تاریخ علماء الأندلس)

چوتھا راوی: مالک بن علی القرشری الذاھد

انکے بارے میں امام ابو جعفر الضبی اپنی تصنیف تاریخ رجال الاندلس میں لکھتے ہیں: ان سے محمد بن عمر بن لبابہ بیان کرتے تھے اور انکی تعریف کرتے اور ان سے مختصر فقہ امام مالک کے مذہب پر اخذ کی ہے

اور امام محمد بن عمر انکی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے انکی آراء کو اپنے زمانے کے مجتہدین پر جمع کرتے تھے

-135مالك بن علي بن مالك بن عبد الملك بن قطن بن عصمة بن أنس بن عبد الله بن جحوان بن عمرو بن حبيب بن عمرو بن شيبان بن محارب بن فهر بن مالك القرشي الفهري أبو خالد الزاهد ويقال له القطني

ينسب إلى جده أندلسي محدث، يروى عن عبد الله بن مسلمة القعني، وأصبغ بن الفرج، روى عنه محمد بن عمر بن لبابة

وأثنى عليه وله مختصر في الفقه على مذهب مالك بن أنس مات بالأندلس بعد ثمان وستين ومائتين،

وكان محمد بن عمر بن لبابة يذكر فضله وتقدمه على جميع من رأى من أهل العلم في الاجتهاد والعبادة

(بغية الملتمس في تاريخ رجال أهل الأندلس، أبو جعفر الضبي (المتوفى: 599هـ)

پانچوے راوی: عبد اللہ بن مسلمہ شاگرد امام مالک

انکے بارے میں امام ابن عبد البر مالکی نے توثیق کر رکھی ہے امام ابو زرعہ اور ابو حتم سے کہ یہ ثقہ، حجت تھے

عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی

ابو عبد الرحمن مدني سكن البصرة روى عن مالك وابن أبي ذئب ومخرمة بن بكير وأفلح بن حميد وسلمة بن وردان روى عنه أبو زرعة

الرازى وأبو حاتم الرازى وعلى بن عبد العزيز قال ابن أبي حاتم قلت لأبي القعنبي أحب إليك أم إسماعيل بن أبي أويس فقال القعنبي أحب إلي وسئل أبي عن عبد الله بن مسلمة القعنبي فقال بصري ثقة حجة وسئل أبو زرعة عنه فقال ما كتبت عن أحد أجل في عيني منه وسئل ابن معين عن القعنبي فقال ذاك من در ذاك من دنانير

(الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة رضي الله عنهم، ابن عبدالبر مالکی)

اسکے بعد اپنی سند لا باس بہ سے ایک اور روایت امام مالک سے ایک اور بات امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں ؛

2102 - حدثنا عبد الوارث بن سفيان، ثنا قاسم بن أصبغ، ووهب بن مسرة [ص:1079] قالا: نا ابن وضاح، ثنا أبو جعفر هارون بن سعيد بن الهيثم الأيلي قال: أنا عبد الله بن مسلمة القرشي قال: سمعت مالكا يقول: «ما زال هذا الأمر معتدلا حتى نشأ أبو حنيفة فأخذ فيهم بالقياس فما أفلح ولا أنجح»

عبد اللہ بن مسلمہ قرشی سے روایت ہے کہ:

امام مالک نے کہا یہ معاملہ برابر استوار رہا یہاں تک کہ ابو حنیفہ ظاہر ہوئے اور مسلمانوں میں رائے کو رواج دے گئے

2103 - قال ابن وضاح، وسمعت أبا جعفر الأيلي يقول: سمعت خالد بن نزار يقول: سمعت مالكا يقول: «لو خرج أبو حنيفة على هذه الأمة بالسيف كان أيسر عليهم مما أظهر فيهم من القياس والرأي»

خالد بن نزار نے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے: ابو حنیفہ تلوار لے کر اس امت پر ٹوٹ پڑتے تو اتنا نقصان نہ پہنچتا، جتنا اپنی رائے و قیاس سے پہنچا ہے

2104 - وحدثنا خلف بن القاسم، ثنا أبو طالب محمد بن زكريا ثنا موسى بن هارون بن إسحاق الهمداني، عن الحميدي، عن ابن عيينة قال: «لم يزل أمر أهل الكوفة معتدلا حتى نشأ فيهم أبو حنيفة»

ابن عیینہ نے کہا: کوفے کا معاملہ درست رہا یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ کا ظہور ہوا

ان سب باتوں کو امام اعظم کے بارے میں نقل کر امام ابن عبد البر فرماتے ہیں:

قال أبو عمر: " وأفرط أصحاب الحديث في ذم أبي حنيفة رحمه الله وتجاوزوا الحد في ذلك، والسبب الموجب لذلك عندهم إدخاله الرأي والقياس على الآثار واعتبارهما، وأكثر أهل العلم يقولون: إذا صح الأثر من جهة الإسناد بطل القياس والنظر، وكان رده لما رد من الأحاديث بتأويل محتمل، وكثير منه قد تقدمه إليه غيره وتابعه عليه مثله ممن قال بالرأي، وجل ما يوجد له من ذلك ما كان منه اتباعا لأهل بلده كإبراهيم النخعي وأصحاب ابن مسعود إلا أنه أغرق وأفرط في تنزيل النوازل هو وأصحابه والجواب فيها برأيهم واستحسانهم، فيأتي منهم من ذلك خلاف كثير للسلف وشنع هي عند مخالفيهم بدع وما أعلم أحدا من أهل العلم إلا وله تأويل في آية أو مذهب في سنة رد من أجل ذلك المذهب بسنة أخرى بتأويل سائغ أو ادعاء نسخ، إلا أن لأبي حنيفة من ذلك كثيرا وهو يوجد لغيره قليلا "

ترجمہ: امام ابن عبد البر فرماتے ہیں: اصحاب حدیث نے امام ابوحنیفہ کی مخالفت میں بڑی بے اعتدالی اور بہت زیادتی کی ہے ان لوگوں کا الزام یہ ہے کہ امام اباوحنیفہ نے آثار میں رائے و

قیاس کو داخل کیا، لیکن یہ زیادتی ہے۔ امام ابو حنیفہ نے اگر بعض اخبار کو مسترد کیا ہے، تو اسکی تاویل کی ہے اور یہ کوئی ایسی انوکھی اور مروہ بات نہیں ہے کہ اس طرح طعن و تشنیع کی جائے

امام ابو حنیفہ سے پہلے بھی بہت سے علماء و ائمہ یہی کر چکے ہیں۔ ان کے زمانے میں بھی اربعد کے زمانوں میں بھی یہی ہوتا رہا ہے

امام ابو حنیفہ نے کوئی بدعت ایجاد نہیں کی جو کچھ کیا ہے اپنے شہر کے اکابر مثلا ابراہیم النخعی، اصحاب ابن مسعود کی پیروی میں کیا ہے، یہ سچ ہے کہ امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے واقعات فرض کرر کے احکام کا استنباط کیا ہے لیکن یہ بھی ایسی چیز ہے جو میرے خیال تمام اہل علم میں پائی جاتی ہے وہ کون عالم و امام ہے جس نے آیات، احادیث میں محتمل تاویلیں نہیں کیں؟

ناسخ یا منسوخ کا حکم نہیں لگایا؟

اسکے بعد امام ابن عبد البر مالکی ایک اور روایت امام مالک پر جرح کی نقل کرتے ہیں جسکی سند بھی صحیح ہے

وقد ذكر يحيى بن سلام، قال: سمعت عبد الله بن غانم في مجلس إبراهيم بن الأغلب يحدث عن الليث بن سعد، أنه قال: " أحصيت على مالك بن أنس سبعين مسألة، كلها مخالفة لسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم مما قال فيها برأيه قال: ولقد كتبت إليه أعظه في ذلك"

امام لیث بن بن انس (جو کہ امام مالک کے ہم عصر محدث تھے) میں نے امام مالک کے ستر فتوے ایسے شمار کیے ہیں جو سنت نبوی کے خلاف ہیں اور امام مالک نے محض رائے سے دئے ہیں میں نے انہیں اس بارے میں نصیحت بھی لکھ بھیجی ہے

(اسکی سند کی تحقیق ہم نے بہت پہلے کر کے پوسٹ کر رکھی ہے)

اس بات کو نقل کر کے امام ابن عبد البر مالکی پھر فرماتے ہیں:

قال أبو عمر: «ليس أحد من علماء الأمة يثبت حديثا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم يرده دون ادعاء نسخ ذلك بأثر مثله أو بإجماع أو بعمل يجب على أصله الانقياد إليه أو طعن في سنده، ولو فعل ذلك أحد سقطت عدالته فضلا عن أن يتخذ إماما ولزمه اسم الفسق , ولقد عافاهم الله عز وجل من ذلك، ونقموا أيضا على أبي حنيفة الإرجاء، ومن أهل العلم من ينسب إلى الإرجاء كثير لم يعن أحد بنقل قبيح ما قيل فيه كما عنوا بذلك في أبي حنيفة لإمامته، وكان أيضا مع هذا يحسد وينسب إليه ما ليس فيه ويختلق عليه ما لا يليق به وقد أثنى عليه جماعة من العلماء وفضلوه ولعلنا إن وجدنا نشطة نجمع من فضائله وفضائل مالك، والشافعي، والثوري، والأوزاعي رحمهم الله كتابا، أملنا جمعه قديما في أخبار أئمة الأمصار إن شاء الله تعالى»

وحدثنا عبد الرحمن بن يحيى، ثنا أحمد بن سعيد، ثنا أبو سعيد بن الأعرابي، ثنا عباس بن محمد الدوري قال: سمعت يحيى بن معين يقول: «أصحابنا يفرطون في أبي حنيفة وأصحابه» فقيل له: أكان أبو حنيفة يكذب؟ فقال: «كان أنبل من ذلك»

حدثنا عبد الوارث، ثنا قاسم، ثنا أحمد بن زهير، ثنا مصعب بن عبد الله، ثنا الدراوردي قال: " إذا قال مالك: وعليه أدركت أهل بلدنا

والمجتمع عليه عندنا فإنما يريد ربيعة بن أبي عبد الرحمن، وابن هرمز"

وذكر محمد بن الحسين الأزدي الحافظ الموصلي في الأخبار التي في آخر كتابه في الضعفاء قال: يحيى بن معين، «ما رأيت أحدا أقدمه على وكيع» وكان يفتي برأي أبي حنيفة وكان يحفظ حديثه كله، وكان قد سمع من أبي حنيفة حديثا كثيرا قال الأزدي: هذا من يحيى بن معين تحامل وليس وكيع كيحيى بن سعيد وعبد الرحمن بن مهدي وقد رأى يحيى بن معين هؤلاء وصحبهم، [ص:1083] قال: وقيل ليحيى بن معين يا أبا زكريا، أبو حنيفة كان يصدق في الحديث؟ قال: نعم صدوق، قيل له: والشافعي كان يكذب؟ قال: ما أحب حديثه ولا ذكره، قال: وقيل ليحيى بن معين: أيما أحب إليك أبو حنيفة أو الشافعي أو أبو يوسف القاضي؟ فقال: أما الشافعي فلا أحب حديثه، وأما أبو حنيفة فقد حدث عنه قوم صالحون وأبو يوسف لم يكن من أهل الكذب، كان صدوقا ولكن لست أرى حديثه يجزئ قال أبوعمر: لم يتابع يحيى بن معين أحد في قوله في الشافعي وقوله في حديث أبي يوسف وحديث الشافعي أحسن من أحاديث أبي حنيفة،

ترجمہ:

امام ابو حنیفہ پر یہالزام بھی ہے کہ مذہب مرجئہ کے قائل تھے لیکن بہت سے اہل علم اور محدثین وفقہا پر ایسی تہمتیں (بے بنیاد الزام تراشی) تھوپ دی گئی ہیں

فرق صرف یہ ہے کہ ان لوگوں پر جو نکتہ چینیاں ہوئیں، انہیں اس ااہتمام سے جمع نہیں کیا جس اہتمام سے امام ابو حنیفہ پر نکتہ چینیوں کو جمع کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بلند مرتبہ رکھتے تھے اور منصب امامت پر فائز تھے ے،

پھر یہ بی واقعہ ہے کہ بہت سے ہم عصر امام صاحب سے حسد رکھتے تھے، ان پر تہمتیں تراشتے تھے حالانکہ وہ ان تہمتوں سے پاک تھے

اسکے بعد امام ابن عبد البر فرماتے ہیں:

علما ائمہ کی ایک بڑی جماعت نے امام ابو حنیفہ کی تعریف بھی کی ہے اور انکی عثمنت و فضیلت کا اعتراف کیا ہے۔ یحییٰ بن معین کا پایہ جرح و تعدیل میں معلوم ہے انکی کڑی تنقید بھی مشہور ہے امام شافعی تک انہوں نے نہ چھوڑا ایسی تصریح کر گئے جسے اہل علم نے کبھی قبول نہیں کیا، پوچھا گیا کیا امام شافعی روایت حدیث میں کذب کے مرتکب تھے؟ کہنے لگے، شافعی کا نام بھی نہ لو میں انکا تذکرہ تک پسند نہین کرتا!

مگر اس تشدد کے باجود یہی سوال امام ابو حنیفہ کے بارے میں کیا گیا تو فرمایا صدوق، صادق القو راست گو ہیں

ایک اور موقع پر کہا کہ ہمارے اصحاب ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کے حق میں بڑی زیادتی کرتے ہیں سوال کیا گیا کہ ابو حنیفہ غلط بیانی بھی کرتے تھے؟

جواب دیا وہ اس عیب سے کہیں ارفع و اعلیٰ تھے

شعبہ کو بھی امام ابو حنیفہ سے بڑا حسن ظن تھا امام صاحب کی جلالت سے ظاہر ہے کے بڑے بڑے بزرگوں نے ان سے روایت لی ہے سفیان الثوری، عبد اللہ بن مبارک، حماد بن زید، وکیع بن الجراح وغیرہ

ان تمام باتوں سے امام ابن عبد البر نے امام ابو حنیفہ پر انکے منہج کی جہالت کی وجہ سے محدثین کی کی گئی جرح کی حقیقت بیان کر دی اور یہ جرح کرنے والے بھی ان میں زیادہ تر رجوع کر گئے

اور جنہوں نے جرح کی وہ بہت کم لوگ تھے

جبکہ اسکے مقابلے میں بقول امام ابن عبد البر نے جمہور کی طرف سے امام ابو حنیفہ وصاحبین کی مداح، دفاع اور توثیق ہی نقل کی ہے

تحقیق: دعاگو اسد الطحاوی الحنفی البریلوی

امام ابن عبد البر کی تصریح: امام ابن معین کی نظر میں امام ابو حنیفہ وصاحبین ثقہ تھے

وذُكِرَ عن أبي سفيان الحِميري، عن علي بن حرملة، قال: كان أبو يوسف القاضي يقولُ في دُبُر كل صلاة: اللهم اغفِرْ لي ولأبي حنيفة.

قال أبو عُمَر: كان أبو يوسف قاضيَ القضاةِ، قَضَى لثلاثةٍ من الخلفاء، وَلِيَ القضاءَ في بعضِ أيام المَهْدِي، ثم للهادي، ثم للرشيد، وكان الرشيدُ يُكرِمُه ويُجِلُّه، وكان عنده حَظِيّاً مَكِيناً.

وكانت وفاته في ربيع الآخر من سنة اثنتين وثمانين ومئة. وقال محمد بن سعد كاتبُ الواقدي: توفي أبو يوسف القاضي صاحبُ أبي حنيفة في ربيع الأول، لخمس بَقِينَ منه.

قال الطبريُّ: وَتَحامَى حديثَه قومٌ من أهل الحديث، من أجل غلبةِ الرأي عليه، وتفريعِهِ الفروعَ والمسائلَ في الأحكام، مع صُحْبَةِ السلطانِ وتقلُّدِهِ القضاء.

قال أبو عُمَر: كان يَحيى بن مَعِين يُثني عليه، ويُوثِّقُه[1]، وأما سائرُ أهلِ الحديث فهم كالأعداءِ لأبي حنيفة وأصحابه[2].

(١) قال شيخنا الشيخ أحمد شاكر في تعليقه على كتاب «الخراج» ليحيى بن آدم ص ٨٤ عند الكلام على حديثٍ للقاضي أبي يوسف عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، مرفوعاً ما نصه: «إسناده صحيحٌ غايةً في الصحة، فإن أبا يوسف من ثقات أئمة المسلمين وَثَّقه النسائي وابنُ حبان». قلتُ: وابنُ معين إمام الجرح والتعديل وقد عاشره وصاحبه.

(٢) يَعني بأصحابه: من كان على مذهبه في حياتِهِ أو بعدَ وفاتِهِ ولو بدهرٍ طويل. وأذكُرُ هنا بعضَ النماذج من المحدِّثين الثقات، أو الموثَّقين، الذين نالهم الجرحُ والتضعيفُ بسبب أنهم من أهل الرأي.

١ ــ جاء في «تاريخ بغداد» للخطيب البغدادي ١٦:٧، في ترجمة القاضي (أَسَد بن عَمْرو البَجَلي الكوفي) من أصحاب أبي حنيفة ومن تلامذته: «قال أبو العباس =

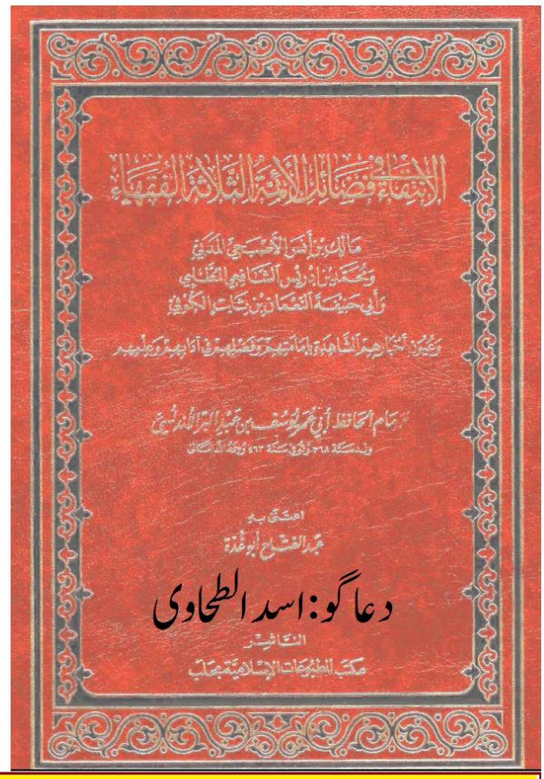

امام ابن عبد البر کہتے ہیں: یحیی بن معین نے انکی توثیق کی لیکن اھل الحدیث کی ایک جماعت نے امام ابو حنیفہ سے اور انکے اصحاب سے عداوت رکھتی تھی

(نوٹ: امام ابن عبد البر بھی امام ابو حنیفہ وصاحبین کو امام ابن معین سے توثیق راجع مانتے ہیں)

جامع بيان العلم وفضله

تأليف
أبي عمر يوسف بن عبد البر
المتوفى سنة ٤٦٣ هـ

دعا گو۔اسد الطحاوی

تحقيق
أبي الأشبال الزهيري

الجزء الأول

دار ابن الجوزي

٢١٩٢ – وقيل لأبي عاصم النبيل : فلان يتكلم في أبي حنيفة فقال : هو كما قال نصيب :

سلمتُ وهل حيٌّ على الناس يسلم

٢١٩٣ – قال [أبو][1] الأسود الدؤلي :

حسدوا الفتى إذ لم ينالوا سعيه
فالناس أعداء له وخصوم

فمن أراد أن يقبل قول العلماء الثقات الأئمة الأثبات بعضهم في بعض فليقبل قول من ذكرنا قوله من الصحابة رضوان الله عليهم بعضهم في بعض ، فإن فعل ذلك ضلَّ ضلالاً بعيداً وخسر خسراناً وكذلك إن قَبِل في سعيد بن المسيب قول عكرمة ، وفي الشعبي وأهل الحجاز وأهل مكة وأهل الكوفة وأهل الشام على الجملة ، وفي مالك والشافعي وسائر من ذكرناه في هذا الباب ما ذكرنا عن بعضهم في بعض ، فإنْ لم يفعل ولن يفعل إن هداه الله وألهمه رشده فليقف عند ما شرطنا في أن لا يقبل فيمن صحَّت عدالته ، وعُلمت بالعلم عنايته ، وسلم من الكبائر ولزم المروءة [والتصاون][2] ، وكان خيره غالباً وشرُّه أقل عمله ، فهذا لا يقبل فيه قول قائل لا برهان له به ؛ وهذا هو الحق الذي لا يصح غيره إن شاء الله .

امام ابن عبد البر قول نقل کرتے ہیں کہ جو شخص علمائے ثقات اور ائمہ اثبات کے وہ اقوال (جرحیں) جو انہوں نے ایک دوسرے کے بارے میں کہے ہیں قبول کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ صحابہ کے ان اقوال کو بھی قبول کرے جو انہوں نے آپ میں ایک دوسرے کے م متعلق کہے ہیں۔اب اگر یہ شخص ایسا کرتا ہے تو وہ بدترین گمراہی کا شکار ہو گا اور بہت بڑے خسارے میں پڑے گا

قال أبو عمر : وأفرط أصحاب الحديث في ذم أبي حنيفة رحمه الله ، وتجاوزوا الحدَّ في ذلك ، والسبب الموجب لذلك عندهم إدخاله الرأي والقياس على الآثار واعتبارهما ، وأكثر أهل العلم يقولون : « إذا صحَّ الأثر من جهة الإسناد بطل القياس والنظر » وكان رده لما رد من [الأحاديث][1] بتأويل محتمل ، وكثير منه قد تقدمه إليه غيره وتابعه عليه مثله ممن قال بالرأي ، وجل ما يوجد له من ذلك ما كان منه اتباعاً لأهل بلده كإبراهيم النخعي وأصحاب ابن مسعود إلا أنه أغرق وأفرط في تنزيل النوازل هو وأصحابه ، والجواب فيها برأيهم واستحسانهم [فيأتي][2] منهم في ذلك خلاف كثير للسلف ، وشنع هي عند مخالفيهم بدع ، وما أعلم أحداً من أهل العلم إلا وله تأويل في آية ، أو مذهب في سنَّة ، ردَّ من أجل ذلك المذهب بسنة أخرى بتأويل سائغ أو ادعاء نسخ إلا أن لأبي حنيفة من ذلك كثيراً وهو يوجد لغيره قليل .

٢١٠٥ – وقد ذكر يحيى بن سلام قال : سمعت عبد الله بن غانم في مجلس إبراهيم بن الأغلب يحدِّث عن الليث بن سعد أنه قال :

« أحصيتُ على مالك بن أنس سبعين مسألة كلها مخالفة لسنة رسول الله ﷺ مما قال فيها برأيه ، قال : ولقد كتبتُ إليه [أعظه][3] في ذلك » .

قال أبو عمر : ليس [أحد][4] من علماء الأمة يثبت حديثاً عن [رسول الله][5] ﷺ ثم يرده دون ادعاء نسخ [ذلك][6] بأثر مثله أو بإجماع أو

جامع بيان العلم وفضله

دعا گو: اسد الطحاوی

تأليف

أبي عمر يوسف بن عبد البر

المتوفى سنة ٤٦٣ هـ

تحقيق

أبي الأشبال الزهيري

امام ابن عبد البر کہتے ہیں: محدثین نے امام ابو حنیفہ کی مذمت میں افراط سے کام لیا ہے، اور راس بارے میں حد سے تجاوز کر گئے ہیں اور انکے نزدیک اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے آثار میں رائے اور قیاس کو شامل کیا اور ان دونوں (یعنی رائے اور قیاس) کا انکار کیا، حالانکہ اکثر اہل علم یہ کہتے ہیں کہ جب کوئی روایت مستند طور پر ثابت ہو جائے تو پھر قیاس اور غور فکر باطل ہو جاتے ہیں، انہوں نے امام ابو حنیفہ کی جو تردید کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کسی احتمال رکھنے والی تاویل کی وجہ سے چند اخبار آحاد کو قبول نہیں کیا، حالانکہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے، اور ان لوگوں نے اس بارے میں انکی پیروی کی اور جو انکے مانند تھے، ان چیزوں کے بارے میں جو انہوں نے اپنی رائے کے ساتھ بیان کی ہیں اس حوالے سے جو چیز پائی گئی اس میں زیادہ نمایازہ وہ چیز ہے جس کی پیروی ان کے شہر کے افراد کیا کرتے تھے جیسا کہا ابراھیم نخعی اور حضرت ابن مسعود کے دیگر شاگرد ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہ اور کے شاگردوں نے اس بارے میں زیادہ غور و خوض سے کام لیا کہ جو نئے پیش آمدہ مسائل ہیں انکا حل کیا ہو گا؟ انہوں نے اکے جوابات اپنی رائے اور ستحسان کی روشنی میں دیئے تو پھر انکے اقوال کئی معامالات میں اسلاف کے بر خلاف ہو گئے اور انکے مخالفین کے نزید ک یہی بات قابل طعن قرا پائی گئی، میرے علم کے مطابق ہر اہل علم کسی آیت کے بارے میں کوئی خصوص تویل ضرور کرتا ہے یا سنت کے بارے میں اسکا کوئی مخصوص مسلک ہوتا ہے اور اس مسکلک کی وجہ سے کسی دوسری سنت کو قبول نہیں کرتا جس کی وجہ سے کوئی تاویل ہوتی ہے یا دوسری سنت کے منسوخ ہونے کا دعویٰ ہوتا ہے البتہ یہ باتیں امام ابو حنیفہ میں زیادہ پائی گئیں اور دوسرے لوگوں میں یہ چیزیں کم پائی گئیں

دعا گو۔ اسد فرحان

تَمَّتْ أخبارُ أصحاب أبي حنيفة رحمهم الله،
وبتمامها تَمّ كتابُ (الانتقاء في فضائل الثلاثة الفقهاء:
مالكٍ والشافعي وأبي حنيفة رضي الله عنهم)

هكذا جاء في آخر نسخة و، وجاء في ختام نسخةِ ك، وقد انتهت بخبر (لعلّه يبذله لأهله لعله) ما يلي:

تمَّ الكتابُ بحمد الله وحسن عونه، وصلَّى الله على محمدٍ وعلى آلِهِ وصحبِهِ وسلَّم تسليماً.

وجاء في نهاية نسخةِ أ ما يلي:

كَمَلَتْ، وبتمامِها تَمَّتْ أخبارُ أصحابِ أبي حنيفة، وبتمامِها تَمَّ كتابُ الانتقاء في فضائل الثلاثة الفقهاء: مالكٍ والشافعي وأبي حنيفة رحمهم الله تعالى، والحمدُ لله وحدَهُ، وصلى الله على سيدنا محمدٍ وآلِهِ وصحبِهِ وسلَّم.
٢٧ شوال سنة ٨٣٤.

* * *

امام ابی حنیفہ اور انکے اصحاب کی معلومات مکمل ہوئی اللہ ان پر رحم کرے

کتاب کا یہ جز ان تین فقہا کے فضائل میں لکھا گیا امام مالک، شافعی اور امام ابو حنیفہ۔ اللہ ان سے راضی ہو

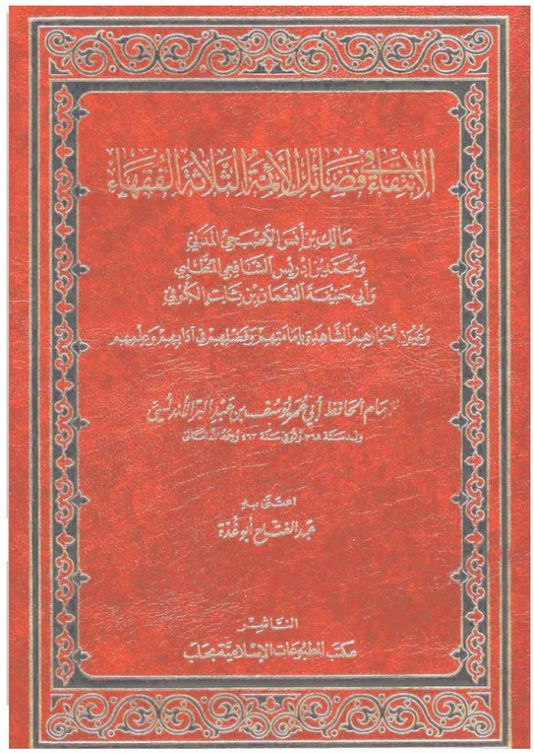

عدالته فضلاً [عن][1] أن يُتّخذ إماماً ويُرمه [اسم][2] الفسق ، [ولقد عافاهم الله عز وجل من ذلك][3].

ونقموا أيضاً على أبي حنيفة الإرجاء ، ومن أهل العلم من يُنسب إلى الإرجاء كثير ، لم يعن أحد بنقل قبيح ما قيل فيه كما عنوا بذلك في أبي حنيفة لإمامته ، وكان أيضاً مع هذا يُحسد وينسب إليه ما ليس فيه ، ويُختلق عنه ما لا يليق [به][4] ، وقد أثنى عليه جماعة من العلماء وفضّلوه ، ولعلنا إن وجدنا نشطة نجمع من فضائله وفضائل مالك والشافعي والثوري والأوزاعي رحمهم الله كتاباً أمّلنا جمعه قديماً في أخبار أئمة الأمصار إن شاء الله تعالى.

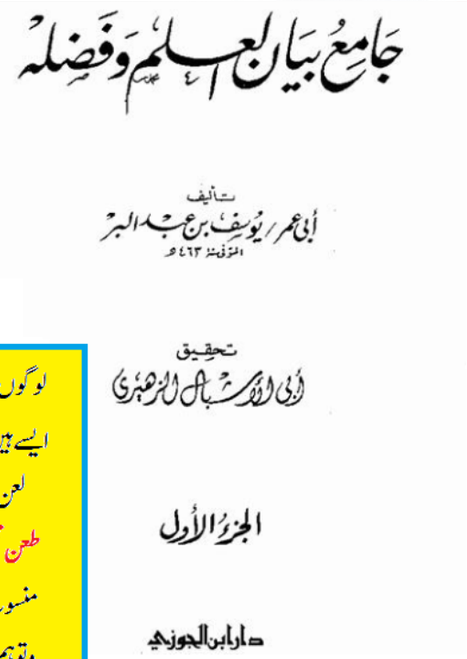

امام ابن عبد البر المالکی لکھتے ہیں

لوگوں نے امام ابی حنیفہ پر مرجیہ ہونے کا الزام لگایا ہے اور اہل علم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن پر مرجیہ ہونے کا الزام لگا ہے لیکن اس بنیاد پہ کسی نے بھی ان اہل علم پر لعن طعن نہیں کی جیسا امام ابو حنیفہ پہ ان کی شان امامت کی وجہ سے لوگوں نے طعن تشنیع کی نیز یہی کہ ان کے ساتھ حسد کیا کیا جاتا رہا اور وہ باتیں بھی ان کی طرف منسوب کی جاتی رہیں جو کہ ان میں نہیں تھیں اور بہتان بھی باندھا ہمیں موقع ملے گا وتو ہم امام مالک، امام شافعی امام سفیان ثوری امام اوزاعی کے فضائل و مناقب کو ایک کتاب میں جمع کریں جس کو ہم نے بہت پہلے ہی اخبار ائمہ الاصار میں جمع کرنے کا ارادہ کیا تھا

امام ابن عبد البر کی تصریح کہ جمہور جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی توثیق و تعریف کی ہے انکی تعداد زیادہ ہے

ذكره الأزدي ، نا محمد بن حرب سمعت علي بن المديني فذكره من أوله إلى آخره حرفاً بحرف .

قال أبو عمر رحمه الله : الذين رووا عن أبي حنيفة ووثقوه وأثنوا عليه أكثر من الذين تكلموا فيه ، والذين تكلموا فيه من أهل الحديث أكثر ما عابوا عليه الإغراق في الرأي والقياس والإرجاء ، وكان يُقال : يُستدل على نباهة الرجل من الماضين بثنائهم الناس فيه .

قالوا : ألا ترى إلى عليّ بن أبي طالب عليه السلام أنه [قد][1] هلك فيه فئتان : محبٌ [مفرط][2]، ومبغض [مفرط][2].

جامع بيان العلم وفضله

دعا گو: اسد الطحاوی

تأليف

أبي عمر يوسف بن عبد البر

المتوفى سنة ٤٦٣ هـ

تحقيق

أبي الأشبال الزهيري

الجزء الأول

دار ابن الجوزي

امام ابن عبد البر تصریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جن لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ سے روایات نقل کی ہیں انہیں ثقہ قرار دیا ہے انکی تعریف کی ہے وہ ان لوگوں سے تعداد میں زیادہ ہیں جنہوں نے انکے بارے میں کلام کیا ہے اور محدثین میں جن سے لوگوں نے کلام کیا ہے ان میں سب سے زیادہ اعتراض یہی ہے کہ وہ رائے و قیاس اور ارجاء میں زیادہ استعمال رکھتے تھے (معاذاللہ)

امام ابن عبد البر پھر کہتے ہیں: یہ بات کہی جاتی ہے کہ گزرے ہوئے زمانوں میں کسی آدمی کی عقل و فہم پر اس سبات سے استدلال کیا جاتا تھا اس کے بارے میں لوگوں میں کتنا اختلاف پایا جاتا ہے لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی کو نہیں دیکھا کہ ان کے بارے میں وہ مستقل گروہ ہو گئے، جو ہلاکت کا شکار ہوے، کچھ محبت کرنے والے تھے جو افراط اور کچھ بغض رکھنے والے ہیں جو تفریط کا شکار ہو گئے اہل فہم کی یہی صفت ہوتی ہے اور جو شخص دین وار فضیلت میں بلند مرتبہ تک پہنچا ہو (اسکی یہی حال ہوتا ہے) باقی اللہ بہتر جانتا ہے